نجات دلانے آئے ہیں عجیب منطق ہے۔کہ اگر یہی کام فلسطین میں حماس افغانستان میں طالبان اور کشمیر میں مجاہدین کریں تو مجرم... اور اگر خود اپنے لشکر کے ساتھ کسی ملک کی آزادی کو پامال کریں تو اس کیلئے اخلاقی وقانونی جواز تلاش کئے جاتے ہیں۔

ہم یہاں ان کے حمایتی ممالک کے سربراہان سے بھی عرض کریں کہ آخر انہوں نے کس وجوہات کی بناء پر امریکی جارحیت کو درست تسلیم کرتے ہوئے حمایت کی تھی اب جبکہ حقائق واضح ہو رہے ہیں انہیں بھی اپنے کئے پر شرمندگی کا اظہار کرنا چاہئے جنہوں نے بغیر تحقیق امریکی ہاں میں ہاں ملائی اور اپنا وزن امریکی پلڑے میں ڈالا۔ ہر ملک کی اپنی خفیہ ایجنسیاں ہیں آخر ان کی کارکردگی کیا ہے؟ اب مزید ایسی حماقتوں سے بچنا چاہئے حالات کا گہری نظر سے جائزہ لینا چاہئے حال میں جنرل پرویز مشرف عراق میں پاک فوج کے دستوں کو بھیجنے کی بات کر رہے ہیں ان حالات میں عراق میں فوج کو بھیجنا دلدل میں پھنسانے کی بات ہے۔جھوٹے اور دھوکے باز قبضہ گروپ کی کاروائی کو اخلاقی جواز فراہم کہاں کی عقل مندی ہے؟ یہ کالک اب امریکی صدر اور اس کی فوج کے چہرے پر ہمیشہ کیلئے لگ چکی ہے۔ جس کو کوئی صاف نہیں کرسکتا۔عراقی عوام اب امریکیوں سے آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ روزانہ تین چار امریکی عراقیوں کی نفرت کا شکار ہو رہے ہیں۔اور اس کاروائی میں تیزی آ رہی ہے۔ایسی صورت میں آ بیل مجھے مار کے مصداق نہیں بننا چاہئے۔

امریکی صدر اپنے جھوٹ اور مکروفریب کے جال میں پھنس چکے ہیں اور بہت جلد اپنے انجام سے دوچار ہونگے۔ابھی بہت سے لوگ ضمیر کے ہاتھوں مجبور ہونگے اور سنسنی خیز انکشافات کریں گے، تاریخ ایسے کرداروں کو کبھی معاف نہیں کرتی۔

آزادی کے ثمرات

ایک طویل جدوجہد کے بعد 14 اگست 1947 کو مسلمانان ہند ایک آزاد اسلامی ریاست کے قیام میں کامیاب ہوئے۔ دوسو سالہ غلامانہ زندگی بسر کرنے کے بعد آزادی کی نعمت سے سرفراز ہونے والی یہ قوم آج بھی اپنی گردن غلامی کے طوق سے نہ چھڑا سکی۔ بظاہر ایک آزاد مملکت میں سکونت پذیر ہیں۔اور آزاد فضا میں سانس لیتے ہیں لیکن ان کی بود و باش نظام تعلیم وتربیت، نظام مالیات، ان کی معیشت، نظام عدل وانصاف، داخلہ و خارجہ پالیسیاں، غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔اور پوری قوم آزادی کے ثمرات سے محروم ہے۔مجبور ولاچار ایسے لوگوں کی دست نگر میں ہیں جو اپنے آقاؤں کی آشیر باد حاصل کرنے کیلئے اس قوم کو مزید غلامی کے اندھیروں میں دھکیلنے کیلئے سرگرداں ہیں۔چھپن سال بیت چکے ہر سال جشن آزادی پورے سرکاری اور نیم سرکاری اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے، چراغاں ہوتا ہے، آزادی پر خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ سیمینار اور کانفرنسیں منعقد ہوتے ہیں۔جلوس نکالے جاتے ہیں۔ اور قوم کو صرف یہ باور کرایا جاتا ہے کہ ہم آزاد ہیں۔مگر کیا آزادی کے حقیقی فوائد سے یہ قوم سرفراز ہوئی؟ کیا آزادی اسی کا نام ہے کہ ہم نے ہندوستان سے علیحدگی اختیار کرلی تو ہم آزاد ہوگئے۔ مسلمان صدر، وزیر اعظم اور چیف آف آرمی سٹاف مل گئے تو آزادی مل گئی۔ انگریزی نظام تعلیم کا تسلسل جاری رکھنے کے باوجود ہم آزاد ہیں۔عدالتی نظام میں برٹش لاء کے مطابق فیصلے ہونگے تو ہم آزاد ہیں۔ پولیس کا ظالمانہ رویہ اور اس کے ذریعے ریاست گردی جاری ہے لیکن ہم آزاد ہیں۔فرقہ واریت اور مذہبی انتہاپسندی اور قتل وغارت کا بازار گرم لیکن ہم آزاد ہیں۔ جمہوریت کی جگہ آمرانہ عسکری حکومت کا قیام لیکن ہم آزاد ہیں۔امر واقعہ ہے کہ ان چھپن سال میں آزادی کے ثمرات اور فوائد اگر کسی نے سمیٹے ہیں تو وہ جاگیردار، سیاستدان، وڈیرے، بیوروکریٹ اور فوجی جرنیل ہیں۔ بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر فائز ہونا آزادی کا ہی ثمرہ ہے۔ یہ آزادی ہی کا کرشمہ ہے کہ کلیدہ عہدوں پر ایسے لوگ براجمان ہیں کہ اگر متحدہ ہندوستان ہوتا تو شائد یہ لوگ ہیڈ کلرک سے آگے ترقی نہ کرپاتے۔فوجی جرنیل بھارک بھرکم تنخواہوں کے ساتھ اس ملک کے بے تاج بادشاہ ہیں۔ اور اپنی من بھاتی حکومتوں کے قیام کیلئے ہی کوشاں رہتے ہیں۔ بیوروکریٹ اور اعلیٰ افسران کا اپنے مفادات کے تحفظ کیلئے گٹھ جوڑ اور منتخب حکومتوں کے خلاف سازشیں من پسند مشغلہ ہے۔ سرکاری مراعات من پسند تنخواہیں عالی شان رہائش گاہیں، آزادی کا انمول تحفہ ہیں۔اور ریٹائرمنٹ کے بعد بے پناہ سہولیات سرکاری زمینوں کی آلاٹمنٹ اور خدمات کے اعتراف میں اعلیٰ اعزازات اور تفریح طبع کیلئے من پسند ملک کی سفارت کاری، آزاد مملکت کی بدولت ہی تو ممکن ہے۔ یہی وہ اشرافیہ کا طبقہ ہے جو آزادی کی نعمت سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔ اور تمام ثمرات خود سمیٹے اور اپنی جھولی میں ڈالے ہوئے ہیں۔ اور نسل درنسل سے بہرہ مند ہو رہے ہیں۔ باقی ساری قوم آزادی کے ثمرات سے محروم ہے، انہیں آزادی کے تحفظ اور اس کی اہمیت کا درس دیا جاتا ہے۔ جو دن رات کی محنت شاقہ سے اس ملک کو بنانے، سنوارنے اور اس کی سرحدوں کے تحفظ کیلئے دولت کما رہی ہے۔آزادی کا اولین مقصد تو یہ تھا کہ ایک ایسی ریاست کا قیام عمل میں آتا جو حقیقی معنوں میں اسلامی اور فلاحی ہوتی۔ جہاں کا ہر باشندہ اور رہائشی اس ملک کے وسائل سے مستفید ہوتا۔ اس کی بنیادی ضرورتیں پوری ہوتیں اس کی لیاقت کے مطابق اس کو مقام ومرتبہ ملتا۔ وطن عزیز کی تعمیر وترقی میں اس کے کردار کو تسلیم کیا جاتا۔ وہ ایک معزز شہری کا درجہ پاتا اس کے مال جان، عزت و آبرو، کے تحفظ کیلئے ریاستی وسائل بروئے کار لائے جاتے۔ اسے یہ احساس ہوتا کہ اس کی عزت وآبرو اور جان ومال بھی اتنا ہی محترم ہے جتنا یہاں یہ اشرافیہ کا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ آزادی کی روشنی ان بدنصیب لوگوں تک بھی پہنچتی جو تقسیم سے قبل بھی جاگیرداروں وڈیروں کے غلام تھے۔ آج بھی ان کی نسل غلام ہے۔آزادی کا سورج ان لوگوں کے آنگن میں طلوع ہوتا۔ جو مدتوں سے اس لئے جاہل اور گنوار ہیں کہ تعلیم پر ان کا حق تسلیم نہیں کیا جاتا۔ آزادی کا چراغ ان کے ہاں جلتا جو اس امید پر سب کچھ لٹا کے پاکستان آئے تھے۔ کہ ان کی آرزوئیں اور تمنائیں پوری ہوں گی۔ اس بات کا اہتمام تو روز اول سے اہل اقتدار کرتے تاکہ آزادی کے ثمرات کو نچلے طبقوں تک بھی پہنچایا جاتا۔ اور ان کی محرومیاں ختم ہوتیں۔مگر بدقسمتی سے ایسا نہ ہوسکتا اور چند مخصوص طبقوں نے آزادی کو اپنی گرفت میں لے لیا اور اس کا رس چوسنے لگے باقی پوری قوم غلامانہ دور کے نظام کے تحت زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ قیام پاکستان سے لیکر اب تک حکومت سازی کا گھورکھ دھندا ہمارے سامنے ہے۔سیاستدان برسر اقتدار آتے ہیں تو لوٹ مار کا بازار گرم ہوتا ہے۔عسکری قیادت نجات دہندہ بن کر آتی ہے تو سالوں اقتدار پر قبضہ جمائے رکھتی ہے۔ آزادی کی جس طرح ہمارے ہاں مٹی پلید ہوئی ہے شاید ہی کوئی اور ملک ان تجربات سے دوچار ہوا ہو۔ مگر پھر بھی ہم جشن آزادی پر چراغاں کرتے ہیں، جشن میں شامل ہوتے ہیں اور تجدید عہد کرتے ہیں۔ لیکن ہر سال کی طرح بدعہدی بھی کرتے ہیں۔ ہم ارباب اقتدار سے یہ گزارش کریں گے کہ آزادی کے فوائد وثمرات سے خود ہی بہرہ مند نہ ہوں بلکہ اس کے ثمرات سے پوری قوم کو فائدہ پہنچائیں۔

ضروری اعلان: پرچہ پریس میں تھا کہ 22 جولائی بروز منگل صبح 5 بجے سابق شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ پیر محمد یعقوب قریشی صاحب وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی نماز جنازہ قبل از ظہر جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں مولانا عبداللہ امجد چھتوی صاحب نے پڑھائی۔ تفصیلات آئندہ شمارہ میں ان شاء اللہ۔ (ادارہ)